# زن و شوہر کے حقوق

تحریر:

حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقائ شیخ محمد اسماعیل رجبی طاب ثراہ

ترجمہ:

دانشمند جناب آقائ سید غلام حسنین کراروی طاب ثراہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مشخصات کتاب


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | زن و شوہر کے حقوق |
| تحریر | : | حجۃ الاسلام و المسلمین جناب آقائ شیخ محمد اسماعیل رجبی طاب ثراہ |
| ترجمہ | : | جناب آقائ سید غلام حسنین کراروی طاب ثراہ |
| ناشر | : | الزہراء پبلشنگ کمپنی |
| سن اشاعت | : | ۲۷/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ، ۱۸/جون ۲۰۱۲ء |
| قیمت | : | ۵۰/= روپیہ |

# فہرست

اسلام کو بہتر پہچانیے ............................ ۵
ازدواج (شادی) کے لئے اسلام کی ترغیب ........................ ۷
بیوی اور شوہر کی محبت ............................ ۱۲
بیوی اور شوہر پر ایک دوسرے کے حقوق .................. ۲۳
عورت کے حقوق شوہر پر ............................ ۲۳
اپنی بیویوں کی مدد کرنے والے مردوں کا ثواب ............ ۲۶
گھر والوں سے بد خلقی کا نتیجہ ............................ ۳۱
شوہر کے حقوق بیویوں پر ............................ ۳۱
اِن چند حدیثوں پر توجہ فرمائیں ..................... ۳۲
شوہر کی اطاعت کی حد ............................ ۳۳
شوہر کو پانی پلانے کا ثواب ............................ ۳۴

عورت کا جہاد.................................۳۴

زبان سے شوہر کو اذیت دینا .......................۳۶

اولاد سے محبت ................................۳۷

اہم اور ضروری.................................۳۹

بچوں کو نہ مارو.................................۴۰

اولاد کے حقوق................................ ۴۱

کچھ اخلاقی قوانین و احکام........................۴۲

اے پختہ عقیدہ رکھنے والی بی بیوں خدا اور قیامت کے واسطے اِن چند حدیثوں کو غور سے پڑھو ..........................۴۴

شب معراج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھا؟ ....................۴۵

اجتہاد و تقلید ................................. ۵۱

اجتہاد.................................... ۵۱

شرائط اجتہاد................................ ۵۱

تقلید......................................۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السّلام علی المہدی علیہ السلام....

# اسلام کو بہتر پہچانیے

دین اسلام کی تعلیمات میں جگہ جگہ علم و معرفت کی دعوت دی گئی ہے۔ قدم قدم پر مسائل کو سمجھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ تا کہ اسلام قبول کرنے والا اسلام کی تعلیمات سے با قاعدہ واقف ہو اور اس کا دین آباء واجداد کی تقلید کا نتیجہ نہ ہو۔

یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ کسی کو بہکانے کے لئے ہمیشہ اس کی کمزوریوں سے استفادہ کیا جاتا ہے کیونکہ جب انسان کسی چیز سے واقف ہی نہیں ہے تو اس کے بارے میں جو بھی معلومات بہم پہونچائی جئے گی وہ اسی کو حقیقت سمجھے گا اور انھیں معلومات پر کوئی فیصلہ کرے گا۔

دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو دین اسلام سے دور کرنے کے لئے مسلمانوں کی اس کمزوری سے خوب خوب فائدہ اٹھایا اور جیسا انھوں نے چاہا اس طرح دین اسلام کو روشناس کرایا اور اسلام کی ایسی مسخ شدہ تصویر مسلمانوں کے سامنے پیش کی اور مسلمانوں کو اسلام سے بد ظن کر دیا۔ کبھی اسلام کے جزئی قوانین کا مذاق اڑایا گیا

اور کبھی قانونِ نکاح و طلاق پر اعتراضات کی بوچھار کی گئی۔

لیکن جو لوگ حقیقت سے واقف تھے اور جنھوں نے قرآن کریم اور اہل بیتؑ کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کو سمجھا تھا انھوں نے ان اعتراضات کو دشمنان اسلام کی جہالت اور ان کی دیرینہ دشمنی سے تعبیر کیا۔ ان اسلام شناسوں نے اسلام کو صحیح صورت میں جب لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع کیا تو حقیقت کے متلاشی خود بخود حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ واقعاً دین اسلام کو بہتر سے بہتر طور سے سمجھنے کی جتنی ضرورت آج ہے اتنی شاید کبھی نہیں تھی۔

الزہرا پبلشنگ کمپنی نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ روز مرہ کی زندگی کے مسائل کے متعلق اسلامی تعلیمات کو چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت شائع کرکے مسلمان جوانوں اور نوجوانوں کو اسلامی مسائل سے روشناس کرائے گا۔

یہ رسالہ اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے جس کو حجت الاسلام والمسلمین الحاج آقائی شیخ محمد اسماعیل رجبی مرحوم دام ظلہ العالی نے تحریر فرمایا تھا اور ادارۂ ''نشر علوم آل محمد'' نے پہلی مرتبہ شائع کیا تھا۔ اس کی افادیت اور اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مؤلف محترم کی اجازت سے دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔

امید ہے کہ ہماری یہ کوشش بارگاہِ حضرت ولی عصر ارواحنا الفداء میں موردِ قبول واقع ہوگی۔

**الزّہرا پبلشنگ کمپنی، پوسٹ بکس ۳۴۷۱، بمبئی ۴۰۰۰۰۳**

# ازدواج (شادی) کے لئے اسلام کی ترغیب

شادی اسلام میں سنت مؤکدہ قرار دی گئی ہے لیکن کبھی کبھی بعض اسباب کی بنا پر واجب بھی ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر شادی نہ کرنا زنا یا اس قسم کے دوسرے گناہوں میں آلودہ ہو جانے کا باعث بن جائے تو قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ[1]

**تم میں سے غیر شادی شدہ عورتیں، مرد، غلام اور کنیزیں شادی کریں۔ اگر محتاج ہیں تو خداوند عالم اپنے فضل سے انھیں بے نیاز اور غنی بنادے گا۔ اور اللہ تو بخشنے والا اور جاننے والا ہے۔**

انسان کی زندگی میں لذت و کامیابی کے لئے جنسی جبلت و جذبہ بہت اہم عوامل و محرک میں سے ہے۔ یہ جذبہ اپنی کشش اور شدت کے اعتبار سے بہت ہی طاقتور ہوتا ہے اور عورت اور مرد دونوں ہی میں شدید ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ ان کے

---

۱ سورہ نور، آیت ۳۲

پورے وجود میں شوق و عشق کی آگ بھر دیتا ہے اور وہ دونوں انتہائی لگائو اور عشق کے ساتھ اس بات کی کوشش میں رہتے ہیں کہ ایک دوسرے کے وصال سے محظوظ ہوں اور شوق وصل کی اس بھڑکی ہوئی آگ کو مسرت اور شادکامی سے ٹھنڈی کریں۔

ابتداء سے آج تک، ہر عہد میں، زن و شوہر کا مسئلہ اور ان کے درمیان جنسی تعلقات ہمیشہ سے علمی اور دینی مجلسوں کا موضوع بحث بنے رہے ہیں اور ان کے متعلق افراط، تفریط اور معتدل نظریات پیش کئے جاتے رہے ہیں۔

کلیسا کے پیرو اور بعض فلسفیانِ اخلاق جنسی روابط اور اختلاط کو حیوانی عمل تصور کرتے تھے اور اسے ایک پلید اور غلیظ عمل قرار دے کر بڑی سختی سے اس فطری جذبے کو کچلنے کی کوشش کرتے آئے تھے۔ فرائڈ اور اس کے پیرووں کا شمار ان افراد میں ہوتا ہے جنھوں نے جنسی میلان کے سلسلے میں بڑی شدت اور افراط سے کام لیا ہے اور اس پر قانونی اور اخلاق بندھنوں کی بڑی سختی سے تنقید کی ہے۔ اس مختصر سی کتاب میں انھیں دونوں جماعتوں کے نظریات پر تحقیق و تنقید کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف اسلامی نظریہ کو قدرے تفصیل سے پیش کرنا ہے۔

واضح رہے کہ اعتدال کی راہ اپنانے والوں میں انبیاء علیہم السلام پیش پیش نظر آتے ہیں۔ ان حضرات نے حکم خدا سے اپنے اپنے عہد میں جہاں ایک جانب لوگوں کو شادی بیاہ کی ترغیب دی دوسری طرف ہر قسم کے لاابالی پن اور جنسی کجروی کے خلاف محاذ بھی قائم کیا اور انسانی سماج کو اس کی تباہ کاریوں سے باخبر کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی تعلیمات میں جنس کے فطری جذبے پر پوری توجہ دی اور اپنے ماننے والوں کو ازدواجی زندگی اور جنسی اختلاط کی اس روش کو اپنانے کی ترغیب دیتے رہے جو فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہو اور ساتھ ہی انھیں تجرد اور شادی نہ کرنے کے بھیانک انجام سے آگاہ کرتے رہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّ فِطْرَتِی فَلْیَتَسَنَّ بِسُنَّتِی وَ مِنْ سُنَّتِیَ النِّکَاحُ[1]

**جو شخص میری فطرت سے لگاؤ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ میری سنت کی پیروی کرے اور میری روش وراہ کو اپنائے اور میری دیگر سنتوں میں سے ایک سنت نکاح ہے۔**

ایک دوسرے موقع پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہوتا ہے:

**میری امت کے بہترین افراد وہ لوگ ہیں جو نکاح کرتے ہیں اور جنھوں نے اپنے لئے بیویوں کا انتخاب کیا ہے اور امت کے بدترین افراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے ازدواجی زندگی سے گریز کیا اور جو مجرد اور غیر شادی شدہ رہ کر زندگی بسر کرتے ہیں۔[2]**

اسلام نے مادی اور روحانی بہتری اور بہبودی کی بنیاد جنسی جذبات کے اعمال اور اس کی سرگرمیوں کو خلقت و فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اس طرح اس سے

---

۱ مکارم الاخلاق

۲ مستدرک، جلد ۲، صفحہ ۵۳۱

متعلق قانون مقرر و معین فرمائے ہیں کہ جن سے عورت اور مرد دونوں ہی ایک دوسرے سے مطمئن ہو جائیں اور دونوں مخالف جنس قانونی حدود کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے اپنے جنسی میلان کو عملی جامہ پہنائیں اور ایسے تمام طریقوں سے دونوں مخالف جنسوں کو فائدہ اٹھانے سے روکا ہے جو طریقے فطری روش اور خلقت کی راہ سے جدا اور منحرف ہوں۔ اس کے بعد جنسی کجروی کے مرتکب کو قانون شکن اور سرکش کا نام دے کر اسے پہچنوایا ہے۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۱

**یعنی، پس جو شخص اس حد سے آگے بڑھا وہ تجاوز کرنے والوں میں ہے۔**

دلچسپ بات یہ ہے کہ قرآن کریم اور اسلامی روایتوں میں شوہر اور بیوی کے باہمی اختلاط و وابستگی اور عورتوں اور مردوں کے درمیان تعلقات و روابط پر مختلف نقطہ ہائے نظر سے توجہ مبذول کی گئی ہے اور ہر ایک کے لئے ایک یا کچھ آیتیں اور حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ اس مقام پر اُن میں سے کچھ آیتیں اور روایتیں اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

بیوی اور شوہر کے تعلقات کے وسیلے سے پیدائش کا سلسلہ اور مرد و زن کے درمیان اختلاط و وابستگی، نسل انسانی کی بقاء اور پیدائش کا ایک فطری اور طبیعی ذریعہ ہے۔

شادی کر کے دونوں کے اختلاط و روابط سے جو خاندان وجود میں آتا ہے، اور

---

۱ سورہ مومنون، آیت ۷

جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ پاک و پاکیزہ اور قانونی ہوا کرتی ہے اور سابق نسل کے گذر جانے سے جو خلاء واقع ہوتا ہے وہ نئی نسل سے پُر ہو جاتا ہے۔ نیز نوع انسانی نابودی اور نسل منقطع ہونے کے خطرے سے محفوظ رہ جاتی ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد گرامی ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ[۱]

**تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ پس تم اپنی اپنی کھیتیوں تک جس طرح چاہو آؤ۔**

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً[۲]

**اور اللہ نے تمہیں میں سے تمہارے لئے جوڑا بنایا اور تمہارے جوڑوں سے تمہارے لئے اولاد اور جگر پارے پیدا کئے۔**

ان دونوں آیتوں میں شادی کے مسئلے کو تولید نسل کے نقطۂ نظر سے مرکز توجہ بنایا گیا ہے۔

پہلی آیت میں مرد کے نطفہ کو ایسے بیج سے تشبیہ دی گئی ہے جو اگنے کی

۱ سورہ بقرہ، آیت ۲۲۳

۲ سورہ النحل، آیت ۷۲

صلاحیت رکھتا ہو اور عورت کے رحم (بچہ دانی) کو ایسی زمین سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں بیج اگانے کی استعداد موجود ہو۔ دوسری آیت میں جعل تکوینی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ خداوند عالم نے اولاد کی پیدائش کو عورتوں اور مردوں کی وابستگی اور اختلاط کا نتیجہ کہہ کر پکارا ہے۔

## بیوی اور شوہر کی محبت

اگرچہ عورت اور مرد کے جنسی اختلاط و عمل سے جنسی جذبات سرد پڑ جاتے ہیں، ان کی فطری ضرورت برطرف ہو جاتی ہے، ان کے اندر پیدا ہونے والی ہیجانی کیفیت کو سکون مل جاتا ہے لیکن ان دونوں کے یہی تعلقات، محبت و الفت کے لطیف احساسات کے ساتھ ملے جلے ہوں اور ان میں عشق کی حرارت بھی ہو تو ان کی زندگی میں بھی گرمی و حرارت پیدا ہو جاتی ہے جو بہت ہی فطری ہوتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات عشق و محبت سے پُر اور بڑے ہی میٹھے اور رسیلے انداز کے ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے عورتوں اور مردوں کی دوستی اور محبت کو اپنی خاص توجہ کا مرکز قرار دیا ہے اور بڑے صاف اور کھلے لفظوں میں اس کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے:

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا
وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً[۱]

**خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ خدا نے تم ہی میں**

---

۱ سورہ الروم، آیت ۲۱

**سے تمہارے لئے جوڑا بنایا ہے تاکہ تم اپنے فطری ہیجان کو تسکین دو۔ اس کے علاوہ تمہاری فطرت میں محبت و دوستی اور ایک دوسرے سے لگائو کے جذبات پیدا کئے تاکہ تم میں میاں بیوی کے تعلقات کے ساتھ ساتھ الفت و محبت بھی ہو۔**

زمانۂ بلوغ کے آتے ہی جنسی خواہش اور میلان اپنے پورے شباب پر آجاتا ہے اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں ایک دوسرے کے لئے کشش پوری قوت کے ساتھ دبائو کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ فطرت کا یہ اندھا اور بے شعور جذبہ کسی بھی شکل اور کسی بھی حالت میں تسکین کا طالب ہوتا ہے۔ جس کی بنا پر اس بات کا امکان رہتا ہے کہ نوجوان ناپاکی اور بے عفتی کا شکار ہو جائیں۔ ایسے نازک موقع پر عقد دائمی یا عارضی ہی ان کی اس فطری خواہش کو پورا کرنے کا بہترین وسیلہ ہے اور جو انھیں تباہی اور فساد سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اسی لئے دین مقدس اسلام کے راہنمائوں اور پیشوائوں نے اپنے ماننے والوں کو ازدواج اور اِس مقدس سنت کے انجام دینے کی ترغیب دی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

يَا مَعۡشَرَ الشُّبَّانِ مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡكُمۡ فَلۡيَتَزَوَّجۡ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلۡبَصَرِ وَ اَحۡصَنُ لِلۡفَرۡجِ

**اے نوجوانوں! تم لوگوں میں سے جو شخص بھی شادی کرنے کی قوت رکھتا ہے اسے یقیناً شادی کرنی چاہیے کیوں کہ شادی خود ایک**

**بہترین وسیلہ ہے جو آنکھوں کو آلودگی اور خیانت سے روکتی اور شرمگاہ کو بے عفتی اور گناہ سے محفوظ رکھتی ہے۔[۱]**

امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کے مطابق ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا:

**اے لوگو! جبرئیل بارگاہ خداوندی سے میرے پاس آئے اور کہا کہ لڑکیاں درختوں کے پھل کے مانند ہوتی ہیں جو وقت پر توڑے نہ جائیں تو سورج کی کرنیں انھیں سڑا دیتی ہیں اور ہلکا سا ہوا کا جھونکا انھیں بکھیر دیتا ہے۔ اسی طرح لڑکیاں جب حد بلوغ کو پہونچ جاتی ہیں تو دیگر بالغ عورتوں کی مانند اپنے میں جنسی جذبہ اور میلان کا احساس کرنے لگتی ہیں اور اس کا علاج شوہر کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں۔ اگر ان کی شادی نہیں ہوتی تو اخلاقی فساد سے قطعاً محفوظ نہیں کیوں کہ آخر وہ بھی تو انسان ہیں اور انسان خطا اور لغزش سے محفوظ نہیں ہوتا۔[۲]**

قرآن شریف نے بیوی اور شوہر کے رشتہ کو عورت اور مرد کی عفت و آبرو کے سبب توجہ کا مرکز قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

---

۱ مکارم الاخلاق

۲ فروع کافی، ج۵، ص ۳۳۷

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ[۱]

**یعنی وہ (بیویاں) تمہارے لئے لباس کی مانند ہیں اور تم ان کے لئے لباس کے مثل ہو۔**

لباس عیبوں کو چھپاتا ہے اور شرم گاہ کی پردہ پوشی کرتا ہے اور ساتھ ہی بہت سے ناموافق حالات اور بیماریوں کا سبب بن جانے والی باتوں سے محافظت اور بچاؤ کرتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

**جو شخص چاہتا ہو اپنے رب سے پاکیزہ اور طیب و طاہر رہ کر ملے وہ اپنے لئے قانونی شریکۂ حیات کا انتخاب کرکے اپنے لئے عفت و آبرو کے اسباب مہیا کرلے۔[۲]**

خلاصہ یہ کہ پیشوایان اسلام نے اپنے پیروئوں کو ایک طرف تو زنا اور ہر قسم کے جنسی انحراف سے باز رکھنے کی کوشش کی تو دوسری جانب ازدواج اور شادی پر زیادہ سے زیادہ تاکید کرکے انھیں ازدواجی زندگی کی طرف ترغیب دلائی اور یہاں تک فرمایا کہ اسلامی قانون کی نظر میں ازدواج بہترین سنت الٰہی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا بُنِيَ فِي الْإِسْلَامِ بِنَاءٌ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَعَزُّ مِنَ

---

۱ سورہ البقرہ، آیت ۱۸۷

۲ مستدرک، جلد ۴، صفحہ ۵۳۰

## التَّزْوِيجِ[۱]

**اسلام میں کسی بھی ایسی عمارت کی بنیاد نہیں رکھی گئی جو خدائے متعال کے نزدیک "حکم ازدواج" سے زیادہ محبوب اور پیاری ہو۔**

مستدرک الوسائل ہی میں روایت کی گئی ہے کہ جب کوئی نوجوان اپنی جوانی کے آغاز میں شادی کرتا ہے تو شیطان دہاڑیں مار مار کر روتا ہے اور کہتا ہے: "ہائے افسوس! اس شخص نے تو اپنے دین کے ایک تہائی حصے کو محفوظ کر لیا۔ پھر پرہیز گاری سے باقی دو تہائی کی حفاظت کر لے گا۔

عکّاف نامی ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے سوال کیا: کیا تیرے بیوی ہے؟

اس نے جواب دیا: اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**کیا تو اپنے بدن کی سلامتی اور مالی حیثیت میں بہتری چاہتا ہے؟**

اس نے کہا: یقیناً

حضرت نے اسے شادی کرنے کے لئے رغبت دلائی اور ازدواج نہ کرنے سے خوف دلایا اور پھر فرمایا:

**اے عکّاف! تیرے حال پر افسوس ہے، ازدواج کر، ازدواج کر، کیوں کہ ابھی تیرا شمار خطا کاروں میں ہے۔ ازدواج کرو ورنہ**

---

۱ مستدرک: جلد ۲، صفحہ ۵۳۱

**گناہگاروں کی صف میں قرار پائے گا۔ ازدواج کر ورنہ عیسائیوں کے راہبوں میں تیری گنتی ہوگی ازدواج کر ورنہ شیطانوں کے بھائیوں میں ہوجائے گا۔(مستدرک، جلد ۲، صفحہ ۵۳۱)**

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

**ایک عورت نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ میں "متبتلہ" ہوں۔**

اُن حضرت علیہ السلام نے فرمایا "تبتل" سے تیری مراد کیا ہے؟

اس نے جواب دیا: میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہرگز شادی نہ کروں گی۔

حضرت نے فرمایا: آخر کس لئے؟

اس نے کہا: فضیلت و مراتب اور کمالات کے درجے پانے کے لئے۔

حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا:

**اپنے اس فیصلے پر انصاف کی نظر ڈال۔ اگر شادی نہ کرنا کوئی فضیلت ہوتی تو حضرت زہرا علیہا السلام اس فضیلت کے پانے میں تجھ سے کہیں زیادہ لائق اور حقدار تھیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ کوئی بھی اُن خاتون محشر سے فضیلت میں آگے بڑھ جائے۔**

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند صحابیوں نے نفس کے تزکیہ، روحانی بلندی اور خوشنودی خدا کے حصول کے مقصد کے لئے عورتوں سے اختلاط، دن کا کھانا اور رات کا سونا اپنے اوپر حرام کرلیا۔ ام المومنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہا ان کے فیصلے سے باخبر

ہو گئیں اور آپ نے ان کے اس فیصلے سے حضور نبی اکرم ﷺ کو مطلع کر دیا۔

فَخَرَجَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَالَ اَتَرْغَبُوْنَ عَنِ النِّسَآءِ اِنِّیْ اٰتِی النِّسَآءَ وَ اٰکُلُ بِالنَّہَارِ وَ اَنَامُ بِاللَّیْلِ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ[1]

**آنحضرت ﷺ ان لوگوں کے پاس گئے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے اپنی عورتوں کو ترک کر دیا ہے اور ان سے منہ پھرائے ہوئے ہو، میں جو تو تمہارا پیغمبر ہوں (اپنی) بیویوں کے نزدیک جاتا ہوں، دن میں کھانا کھاتا ہوں، رات میں سوتا ہوں اور جو شخص بھی میری سنت سے روگردانی کرے گا مجھ سے نہیں ہے۔**

پیشوایان اسلام نے پاکیزہ صفت اور لائق بیوی پانے کو لوگوں کی نیک بختی اور سعادت میں شمار کیا ہے اور اسے دینداروں کہ دین کی حفاظت کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے اور ان کے دل میں یہ بٹھانا چاہا ہے کہ خدا کے حضور میں شادی شدہ عورتوں اور مردوں کی عبادت ان مردوں اور عورتوں سے کہیں زیادہ قدروقیمت اور فضیلت کی حامل ہوا کرتی ہے جو مجرد اور غیر شادی شدہ ہوا کرتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

---

۱ وسائل الشیعہ، ج۵، ص ۲

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الزَّوْجَةُ الصَّالِحَةُ[۱]

ایک آدمی کی خوش بختی اور سعادت میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اس کی بیوی پاکیزہ نفس، مقدس اور بافضیلت ہو۔

امام صادق علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایسے صاحبان ایمان افراد جو شادی کر لیتے ہیں تو گویا انھوں نے اس عمل ازدواج کے ذریعہ اپنے آدھے دین کو خطروں سے بچالیا ہے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

رَكْعَتَانِ يُصَلِّيهَا الْمُتَزَوِّجُ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةٍ يُصَلِّيهَا اَعْزَبُ[۲]

شادی شدہ انسان کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ انسان کی ستّر رکعت نماز سے زیادہ بافضیلت ہوتی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ اَحْرَزَ نِصْفَ دِيْنِهٖ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْآخَرِ.

جس شخص نے شادی کرلی اس نے اپنے آدھے دین کو بچالیا۔ پس

---

۱ فروع کافی، ج۵، ص ۳۲۷

۲ وسائل الشیعہ: ج۴، ص ۱

باقی آدھے دین کے بارے میں خدا سے ڈرتا رہے۔ (یعنی گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔)[۱]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُتَزَوِّجُ النَّائِمُ اَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنَ الصَّائِمِ الْعَزَبِ.[۲]

سوتا ہوا شادی شدہ انسان روزہ دار غیر شادی شدہ انسان سے افضل ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَنْكِحِ الْمَرْءَةَ لِاَرْبَعَةٍ لِمَالِهَا وَ جَمَالِهَا وَ نَسَبِهَا وَ لَذَّتِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ.[۳]

کسی عورت سے نکاح چار چیزوں کے لئے نہ کرو، اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اس کی نسبت[۴] کی وجہ سے، یا لذت کے حصول کے لئے۔ تم پر فرض ہے کہ دیندار عورت سے شادی کرو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

۱ لئالی الاخبار

۲ لئالی الاخبار

۳ جامع الاخبار

۴ مثلاً وہ کسی بڑے گھرانے کی عورت ہے۔

اِيَّاكُمْ وَ خَضْرَاءُ الدِّمَنِ، قِيْلَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ مَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ ؟ قَالَ اَلْمَرْأَةُ الْحَسَنَاءُ فِيْ مَنْبَتِ سُوْءٍ.[۱]

**تم لوگ گھورے کی سر سبزی اور ہریالی سے بچوں۔ لوگوں نے کہا: اے خدا کے رسولؐ! گھورے کی سر سبزی اور شادابی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: پلید اور گندے خاندان میں پیدا ہونے والی حسین اور خوب صورت عورت۔**

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِيَّاكُمْ وَ تَزَوُّجُ الْحُمَقَاءِ فَاِنَّ صُحْبَتَهَا بَلَاءٌ وَ وُلْدَهَا ضِيَاعٌ.[۲]

تم لوگ احمق عورتوں سے شادی کرنے سے پرہیز کرو۔ کیوں کہ اگر ایسی عورت سے شادی کرلی تو وہ اندوہ وبلا اور مصیبت کا سبب بن جائے گی اور اس کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد بھی بد بخت اور بے عقل و بے شعور ہو گی۔

حسین بن بشار واسطی نامی ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ میرے گھرانے میں ایک ایسی عورت ہے جو مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے لیکن بہت ہی بد اخلاق ہے۔

حضرت علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ

---

۱ بحار، جلد ۲۳، ص ۵۴

۲ جعفریات، ص ۹

اگراس کے اخلاق برے ہیں تواس سے ہر گز شادی نہ کرو۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شَارِبُ الْخَمْرِ لَا یَتَزَوَّجُ اِذَا خَطَبَ.[2]

شرابی اگر کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہے تو اسے لڑکی ہر گز نہ دو۔

یہ مسئلہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی نگاہ میں اتنی اہمیت کا حامل تھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَیُّمَا اِمْرَأَةٌ أَطَاعَتْ زَوْجَهَا وَ هُوَ شَارِبُ الْخَمْرِ کَانَ لَهَا مِنَ الْخَطَایَا بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَ کُلُّ مَوْلُودٍ یَلِدُ مِنْهُ فَهُوَ نَجِسٌ وَ لَا یَقْبَلُ اللهُ مِنْهَا صَرْفاً وَّ لَا عَدْلًا حَتّٰی یَمُوْتَ زَوْجُهَا أَوْ خَلَعَ نَفْسَهَا[3]

جو عورت اپنے شرابی شوہر کے ساتھ ہم بستر ہوتی ہے تو گویا وہ آسمان کے ستاروں کے ہم عدد خطائوں کی مرتکب ہوئی اور اس شرابی مرد سے جو بچہ پیدا ہو گا وہ ناپاک اور پلید ہو گا اور خداوند عالم اس عورت کے کسی واجب اور مستحب عمل کو قبول نہ کرے گا۔

---

۱ وسائل الشیعہ، ج۵، ص۱۰

۲ وسائل الشیعہ، ج۵، ص۹

۳ لئالی الاخبار، ص ج

**یہاں تک کہ اس کا شوہر مر جائے یا اس عورت کو ازدواجی بندھنوں سے آزاد کر دے۔**

# بیوی اور شوہر پر ایک دوسرے کے حقوق

عقد یا عورت اور شوہر کے درمیان عہد، جو خلقت کے قانون کے مطابق سب سے زیادہ لذت بخش عہد وپیمان ہے۔ اسلام نے مرد کے کاندھوں کو عورت کی ذمہ داریوں اور اس کے حقوق کے بوجھ سے خالی نہیں چھوڑا۔ اور دونوں (بیوی اور میاں) ہی کو ایک دوسرے کے حقوق اور ذمہ داریوں کی زنجیر میں باندھ دیا ہے جاہلیت کی فرسودہ اور غلط رسموں کو حرف غلط قرار دے دیا، دوسری قوموں کے افراط اور تفریط کے حامل ان آداب و رسوم اور جاہلانہ روش پر جن کے مطابق عورت مردوں کے ہاتھوں میں کھلونا یا بازیچہ تھی۔ خط بطلان کھینچ دیا تاکہ میاں بیوی آپسی اور ایک دوسرے پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں اور حقوق کو سنجیدگی سے پورا کریں اور نباہیں۔ سماج کے اس بنیادی محور کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں، تاکہ اپنی اولاد اور اس کے بعد والی نسل کو فساد کے متعفن جھیل میں ڈوبنے سے بچالیں۔

# عورت کے حقوق شوہر پر

اس مقصد کے لئے سب سے پہلے شوہر کا یہ فریضہ قرار دیا گیا کہ وہ خوراک، لباس، مکان اور عورت کے تمام اخراجات کو اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اپنے ذمہ لے اور عورت کے ساتھ اظہار محبت اور نیکی کرکے زندگی کے حقیقی جلوۂ

سے عورت اور شوہر کے ربط و تعلق کو منور و روشن بنائے اور اپنی جرأت مندی، شجاعت اور قوت سے ہمیشہ عورت کا سہارا اور پشت پناہ بنا رہے تاکہ عورت شوہر کے زیر سایہ اور اس کی قدرت کی چھائوں میں سکون و اطمینان اور دل میں ٹھہرائو کا احساس کرے اس کے علاوہ اس کی عزت و آبرو اور حیثیت و مقام کی پاسداری کرتے ہوئے ان چھوٹی چھوٹی لغزشوں اور بے پروائیوں کو جو بہر حال زندگی میں واقع ہوتی رہتی ہیں نرمی کے ساتھ درگذر کردے۔ جیسا کہ ملا محسن فیض کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''وافی'' کے باب ''حَقُّ الْمَرْئَۃِ عَلٰی زَوْجِھَا'' میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ بعض لوگوں نے آنحضرت سے ''بیوی کا حق شوہر پر'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

**مرد کو چاہیے کہ وہ اس کی لغزشوں اور بھول چوک کو نظر انداز کردے۔ وَاِنْ اَذْنَبَتْ غَفَرَلَھَا۔ اور اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معاف کردے۔**

ہم سبھی جانتے ہیں کہ زندگی صرف کھانا پینا اور سونا نہیں بلکہ محبت، گرم جوشی اور فداکاری جیسے عمل، جذبات اور اسی سے ملتی جلتی باتوں کے مظاہرے زندگی کے بلند ترین ذائقے اور انسانی تہذیب و تمدن کے سرچشمے ہیں۔ عورت بھی جو خود احساسات کا پیکر ہوتی ہے اپنے جملہ اخراجات اور ضرورتوں کی بھرپائی کے ساتھ ساتھ شوہر کے مہر و محبت اور اس کے مسکراتے ہوئے چہرے کی متمنی رہا کرتی ہے یہ بات خود بھی عورت کے حقوق میں سے ایک ایسا حق ہے جو اپنی عظمت کی وجہ سے

اسلام کی نظر سے پنہاں نہیں بلکہ اسے مرد کے حقوق میں گنوایا ہے۔

شہاب عبدربہ کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ: عورتوں کا حق شوہر پر کیا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

**اس کی ضروریات زندگی کے جملہ اخراجات پورا کرے اور تیوریوں پر بل ڈال کر اسے خوفزدہ نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا یعنی اخراجات کے ساتھ ساتھ خوش وخرم اور بشاش چہرے کے ساتھ ملا اور اپنی محبت کی علامت اس پر ظاہر کی تو خدا کی قسم اس نے عورت کا حق ادا کر دیا۔[۱]**

عورت کے حقوق میں ایک حق اس سے مباشرت اور ہم بستری بھی ہے اس حق کو ادا کرنے کے سلسلے میں تفصیلی حدود وآئین فقہ میں ملیں گے۔

حقوق کی عظمت واہمیت کا اندازہ اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے فرشتے جبرئیل نے عورتوں اور ان کے حقوق کی ادائیگی اور رعایت کے بارے میں مجھ سے اس قدر سفارش کی کہ میں نے سمجھا کہ عورت کو طلاق دینا ان امور میں سے ہے جو خدا کی جانب سے حرام قرار دے دیئے گئے ہیں۔

اَوْصَانِیْ جِبْرَئِیْلُ بِالْمَرْأَةِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ طَلَاقُهَا[۲]

---

۱ کافی

۲ کتاب کافی

**عورت کے بارے میں جبرئیل نے مجھے اس قدر وصیت و نصیحت کی کہ مجھے گمان ہوا کہ اس کو طلاق نہیں دینا چاہیے۔**

عورتوں کے حق میں سے ایک بڑا حق مرد کی نیکی اور نیکوکاری اور ان کے حقوق کی رعایت اور پاسداری بھی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

**بہترین مرد وہ ہیں جو بہترین شوہر ہیں اور میں خود ایسا ہوں۔ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں میں تم سبھوں سے برتر ہوں۔**

**خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِنِسَائِیْ**[۱]

# اپنی بیویوں کی مدد کرنے والے مردوں کا ثواب

ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی و جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے خانۂ اقدس پر تشریف لائے۔ دیکھا کہ علی علیہ السلام گھر میں مسور چن رہے ہیں اور فاطمہ پتیلی کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**اے علیؑ! سنو! میں اپنے پروردگار کے حکم کے سوا اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا:**

**مَا مِنْ رَجُلٍ يُعِيْنُ اِمْرَأَتَهُ فِیْ بَيْتِهَا اِلَّا كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلٰى بَدَنِهِ عِبَادَةَ سَنَةٍ صِيَامُ نَهَارُهَا وَ قِيَامُ لَيْلُهَا وَ أَعْطَاهُ**

---

۱ من لایحضرہ الفقیہ

اللهُ مِنَ الثَّوَابِ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُ اللهُ الصَّابِرِيْنَ وَ دَاوُدَ النَّبِيَّ وَ يَعْقُوْبَ وَعِيْسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ[1]

جو اپنے گھر میں اپنے عیالؔ کی مدد کرتا ہے تو اسے اپنے بدن کے ہر بال کے عوض ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور وہ بھی ایسا سال جس کا ہر دن روزہ رکھ کر اور ہر رات عبادت کر کے بسر کی ہو اور خداوند عالم اس کی جزا صابروں نبی خدا، داؤد، یعقوب اور عیسیٰ علیہم السلام کی جزائوں کی مانند دیتا ہے۔

جامع السعادات ہی میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! جو شخص گھر کے اندر اپنے بیوی بچوں کی خدمت کرتا ہے۔ اور پھر احسان نہ رکھتا ہو تو خداوند عالم اس کا نام شہداء کی فہرست میں درج کرتا ہے۔ اس کے ہر ایک دن اور ہر ایک رات میں ایک ہزار شہیدوں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس پر ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب کا اضافہ اس کے نامۂ اعمال میں ہوتا ہے اور اس کے بدن کی ہر رگ کے بدلے میں جنت میں ایک شہر عطا کیا جاتا ہے۔

جامع السعادات ہی میں وارد ہے کہ پیغمبر گرامی قدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گھر میں ایک گھڑی رہ کر بال بچوں کی خدمت ہزار سال کی عبادت،

---

۱ جامع السعادات ج ۲ ص ۱۴۲

ہزار حج، ہزار عمرہ، ہزار غلاموں کو آزاد کرنے، ہزار غزوہ میں شرکت کرنے، ہزار مریضوں کی احوال پرسی، ہزار جمعہ کی عبادت، ہزار جنازوں کی تشییع، ہزار بھوکوں کو کھانا کھلانے، ہزار برہنہ لوگوں کو لباس پہنانے، راہ خدا میں ہزار گھوڑے دینے، ہزار دینار مسکینوں کو صدقہ عطا کرنے، ہزار مرتبہ توریت انجیل اور فرقان (قرآن مجید) پڑھنے، ہزار قیدیوں کو خرید کر آزاد کرنے اور ہزار بھیڑیں مسکینوں کو بخشنے سے بہتر ہے۔ اور اپنے اہل و عیال کی خدمت کرنے والا، دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے ہی جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے۔

اسی جامع السعادات کے مؤلف جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اہل و عیال کا خدمت گذار ہونا گناہان کبیرہ کو ڈھانپ دیتا ہے، خدائے عزوجل کے غیض و غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ حورالعین کا مہر ہوتا ہے، نیکیوں اور اچھے کاموں میں اضافے کرتا ہے اور درجے بلند کرتا ہے۔

صاحب کتاب "مکارم الاخلاق" اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: عورت کا حق مرد پر کیا ہوتا ہے؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

**اس کے پیٹ کو بھرے، اس کے تن کو ڈھانپے اور اگر عورت سے نادانی کی کوئی بات سرزد ہو جائے تو اسے معاف کر دے۔**

دیلمی کی تالیف "ارشاد القلوب" میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**جو شخص اپنی بیوی کو ناحق مارتا ہے قیامت کے دن میں اس کا دشمن ہوں گا۔**

لہٰذا اپنی عورتوں کو ہرگز جسمانی ایذا نہ دو کیوں کہ جو شخص بھی انھیں ناحق مارتا ہے وہ خدا اور رسول کے حکم سے سرکشی کرتا ہے۔

غرر الحکم میں امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

**بے شک عورت کھلونے کے مانند ہوتی ہے جو بھی اسے لے اس کو چاہیے کہ اسے نصیحت کرے۔**

وسائل الشیعہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

**جو شخص اپنے اہل و عیال کی زندگی میں زیادہ کشادگی اور آرام عطا کرتا ہے۔ وہ خداوند عالم کی خوشنودی کا زیادہ سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔**

وسائل الشیعہ ہی میں امام رضا علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**قدرت و استطاعت رکھنے والے مرد کو چاہیے کہ اپنے خاندان کی زندگی کو زیادہ سے زیادہ کشادگی اور آسائش دے تا کہ اس کی تنگی و سختی کی وجہ سے گھر والے اپنی محرومی کے سبب اس کی موت کی تمنا**

نہ کریں۔

کتاب ''مکارم الاخلاق'' میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

**جو شخص بازار سے اپنے گھر والوں کے لئے تحفہ خرید کر لاتا ہے خدا کے نزدیک اس کا بدلہ اس شخص کی مانند ہے جس نے مظلوموں کی مدد کی ہو۔ پھر تقسیم کے طریقے کے بارے میں فرمایا: پہلے لڑکیوں کو دے، پھر لڑکوں کو دے۔ جو شخص اپنی بچی کو خوش کرتا ہے تو اس کا اجر ایسے غلام کو آزاد کرنے کا ہے جو فرزندان جناب اسماعیل میں سے ہو اور جو شخص اپنے بچے کو خوش کرتا ہے، وہ اس شخص کی مانند ہے جو خوف خدا سے رویا ہو اور خدا کے خوف سے رونے کا اجر نعمتوں سے پُر جنتیں ہیں۔**

مستدرک الوسائل کے موئلف روایت کرتے ہیں پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَيۡسَ مِنَّا مَنۡ وَسِعَ عَلَيۡهِ ثُمَّ قَتَّرَعَلٰى عِيَالِهٖ.

**وہ شخص ہم میں سے نہیں جس کی زندگی میں خدا نے کشادگی عطا کی ہو لیکن وہ اپنے گھر والوں پر سختی اور تنگی کرتا ہے۔ (یعنی وہ ہم سے روحانی اور معنوی رابطہ نہیں رکھتا)**

# گھر والوں سے بد خلقی کا نتیجہ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برگزیدہ صحابیوں میں تھے انتقال فرما گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خدا ان کے جنازہ کو احترام کے ساتھ اٹھوایا، کئی بار کاندھا بھی دیا۔ اور قبر میں اتر کر ان کے جسم کو رکھا اور اپنے ہاتھوں سے لحد بند کی اور دفن فرمایا۔ سعد کی والدہ نے اپنے بیٹے پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نوازشوں کو دیکھ کر کہا:

يَا سَعْدُ هَنِيْئًا لَكَ الْجَنَّةُ

**اے سعد تمہیں جنت مبارک ہو۔**

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کی والدہ سے کہا: ذرا ٹھہرو! خدا کے کام میں کوئی یقینی حکم نہ لگائو۔ تمہارا بیٹا اس وقت بڑی سختی اور تکلیف میں مبتلا ہے جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ فِىْ خُلْقِهٖ مَعَ اَهْلِ سُوْءٍ

**یعنی وہ گھر والوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے تھے۔**

# شوہر کے حقوق بیویوں پر

بیویوں پر شوہر کے حقوق بھی بہت ہیں۔

ان حقوق میں سے بیوی پر ایک خاص حق مباشرت اور ہم بستری سے متعلق

ہے۔ بیوی کا فریضہ ہے کہ وہ اس موقع پر اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر دے۔ ظاہر ہے کہ شوہر کے اس حق کی ادائیگی اس کی بھی فطری خواہش اور طلب کا جواب ہے۔

شوہر کی غیر حاضر میں اس کے حقوق و حیثیت اور اس کے مال و آبرو کی حفاظت کرے۔ اس کے مال میں خیانت اور اس کے چھپے ہوئے رازوں کو ظاہر نہ کرے بلکہ امانت دار رہ کر اس کے رازوں کو چھپانے والی بن جائے۔

شوہر کی اجازت کے بغیر گھر کا دروازہ دوسروے کے لئے نہ کھولے اور انھیں گھر میں آنے نہ دے۔ غیروں کو گھر میں آنے کی اجازت دے کر شوہر کو اپنے سے بدگمان نہ کرے۔

شوہر کی باتوں، اس کے منصوبوں اور زندگی کے لئے اس کے انتظام و اہتمام کو قدر کی نگاہوں سے دیکھے اور اس کی اطاعت کرے۔ مل جل کر زندگی بسر کرنے میں نافرمانی اور سرکشی کا مظاہرہ نہ کرے اور ایسی چال ڈھال، کام اور سرگرمی اختیار کرے جو شوہر کو نہ صرف پسند ہی ہوں بلکہ اسے بیوی کی جانب متوجہ بھی کرے۔

## اِن چند حدیثوں پر توجہ فرمائیں

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مرد کا حق عورت پر کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ہے کہ اس کی اطاعت کرے اور اس کی اطاعت سے

انکار اور سر کشی نہ کرے۔ گھر کی کوئی چیز اس کی اجازت کے صدقہ نہ کرے، اس کی اجازت کے بغیر سنتی روزے نہ رکھے۔ کسی بھی حالت میں زن و شوہر کے درمیان مخصوص تعلق سے اسے نہ روکے۔ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے قدم باہر نہ نکالے، اگر اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہے تو آسمان و زمین اور غضب و رحمت کے فرشتے اس عورت پر اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ گھر واپس نہیں آجاتی۔[۱]

# شوہر کی اطاعت کی حد

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ

**ایک جماعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئی۔ اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے بعض ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں۔**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**اگر مجھے اجازت ہوتی کہ میں حکم دوں کہ لوگ ایک دوسرے کو سجدہ کریں (یعنی سجدہ غیر خدا کے لئے جائز ہوتا) تو یقیناً میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے شوہر کو سجدہ کریں۔[۲]**

---

۱ مکارم الاخلاق

۲ مکارم الاخلاق

ارشاد القلوب میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَیُّمَا اِمْرَأَۃٌ خَدَمَتْ زَوْجَھَا سَبْعَۃَ اَیَّامٍ اَغْلَقَ اللہُ عَنْھَا سَبْعَۃَ اَبْوَابِ النَّارِ وَ فَتَحَ لَھَا ثَمَانِیَۃَ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ تَدْخُلُ مِنْ اَیُّھَا شَاءَتْ.

اگر کوئی عورت سات دنوں تک اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے تو خداوند عالم اس پر جہنم کے سات دروازے بند کر دیتاہ اور جنت کے آٹھ دروازے اس کے لئے کھول دیتا ہے تا کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

## شوہر کو پانی پلانے کا ثواب

ارشاد القلوب ہی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کو پانی پلائے اسے ایک سال کی عبادت کا اجر ملتا ہے اور وہ بھی ایسا سال جس کی راتوں کو عبادت کر کے اور دن کو روزہ رکھ کر گذارا جائے اور شوہر کو ایک گھونٹ پانی دینے کے عوض جنت میں اس کے لئے ایک شہر تعمیر ہوتا ہے اور اس کے ساٹھ گناہ یا (ساٹھ سال) کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

## عورت کا جہاد

”مکارم الاخلاق“ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے

فرمایا: بیشک، خدا نے عورتوں اور مردوں پر جہاد واجب قرار دیا ہے۔ مردوں کا جہاد یہ ہے کہ دین اور مملکت کی حفاظت کے لئے اپنا مال اور خون صرف کریں۔

یہاں تک کہ خدا کی راہ میں قتل ہو جائیں۔ لیکن عورتو کا جہاد یہ ہے کہ اپنے شوہر کی زندگی کی دشواریوں اور مشکلات کے سامنے صبر سے کام لیں اور یہ بھی فرمایا کہ

**جِهَادُ الْمَرْأَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ.**

**عورت کا جہاد شوہر کی نگہداری اور دیکھ بھال ہے۔**

جناب رسول خداؐ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**اے عورتو! تم میں سے ہر وہ عورت جو اپنے امور خانہ داری میں مشغول رہتی ہے انشاء اللہ اسلام کے مجاہدوں اور سپاہیوں کا ثواب پائے گی۔[۱]**

نہج الفصاحت ہی میں رسول خداؐ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

**جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہے تو وہ اس وقت تک غضب خداوندی کا نشانہ بنی رہتی ہے جب تک گھر واپس نہ آجائے یا اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔**

مکارم الاخلاق میں ہے رسول خداؐ نے فرمایا:

۱ نہج الفصاحت، ص ۵۹۲

أَيُّمَا اِمْرَأَةٌ لَمْ تَرْفَقْ بِزَوْجِهَا وَ حَمَلَتْهُ عَلٰى مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَ مَا لَا يُطِيْقُ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهَا حَسَنَةٌ وَ تَلْقَى اللهَ وَ هُوَ عَلَيْهَا غَضْبَانُ.

جو عورت اپنے شوہر سے نرمی و مدارات کا اظہار کرتے ہوئے حق رفاقت نہیں ادا کرتی اور اس سے ایسی چیز کی طالب ہوتی ہے جس کی انجام دہی کی اس میں سکت نہ ہو تو ایسی عورت کی کوئی نیکی قبول نہ ہو گی اور قیامت کے دن خدا اسے اس حال میں ملاقات کرے گی کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا۔

## زبان سے شوہر کو اذیت دینا

صاحب مکارم الاخلاق نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کو اپنی زبان سے اذیت پہنچاتی ہے اس کا کوئی بھی واجب اور سنتی عمل قبول نہ ہو گا جب تک کہ اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔ اگرچہ وہ عورت دن میں روزے رکھتی ہو یا راتیں عبادت میں گذارتی ہو چاہے غلاموں کو آزاد کرتی ہو یا جہاد کے لئے راہ خدا میں بہترین گھوڑے ہی کیوں نہ دیتی ہو۔ پس جو شخص سب سے پہلے آتش جہنم میں داخل کیا جائے گا وہ وہی عورت ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی مرد اپنی عورت کے حق میں ظلم اور جبر وزبردستی کرے گا، اور اسے اذیت

پہنچائے گا(اس کا بھی یہی حشر ہو گا)

مکارم اخلاق میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّمَا اِمْرَأَةٌ قَالَتْ لِزَوْجِهَا مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهَا.

**جو عورت اپنے شوہر سے کہے: میں نے آج تک تجھ سے کوئی بہتری اور نیکی نہیں دیکھی تو اس کا تمام عمل ضائع اور نابود ہو جاتا ہے۔**

جو عورت اپنے شوہر کے بستر سے جدا رہ کر شب گذارے اس کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰئِكَةُ حَتّٰى تَصْبَحَ.[۱]

**جو عورت اپنے شوہر کے بستر سے دور رہ کر رات گذارے فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔**

# اولاد سے محبت

خاندان کی تربیت کے اسباب و عوامل میں سب سے بڑا سبب اور عامل محبت ہے جس کی وجہ سے ہر خاندان کا بزرگ خاندان کے دیگر افراد کا لگاؤ اور ان کی محبت اپنی

---

۱ نہج الفصاحت، ص ۳۶

جانب مبذول کر کے ن پر حکومت کر سکتا ہے کیونکہ ہر جزوی اور کلی باتوں کا ”محرک محبت“ہی ہوتی ہے جس طرح جسم کی پرورش وتربیت اور نشوونما کے لئے غذا ضروری اور لازم ہے اسی طرح اولاد کی روحی اور روحانی پرورش و پاداخت میں محبت ضروری و لازمی شئے ہے۔ اسی لئے محبت کی پیمائش و حدود اور اس کے معیار کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ کیوں کہ جس طرح کھانا نہ کھانے یا زیادہ کھانے اور زہریلی غذا استعمال کرنے سے بدن کو بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حد سے زیادہ محبت یا محبت سے محروم رکھنے سے بچوں کی نفسیات یا روح میں بد بختی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں غیر متوقع بد بختیوں سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ جو بچے حد سے زیادہ مہر و محبت اور ناز و نعم میں پلتے ہیں ان میں خود پسندی آجاتی ہے اور وہ برائیوں اور ناشائستہ حرکتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اسی کے برعکس جو بچے محبت پدری اور شفقت مادری سے محروم ہو جاتے ہیں ان میں احساس کمتری اور احساس پستی پیدا ہو جاتا ہے۔ انجام کار بد بختی ان کی تقدیر بن جاتی ہے۔ گھریلو تربیت ان کے لئے مشکل ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمومی فرمان ہے:

اَحِبُّوا الصِّبْیَانَ وَ اَرْحَمُوْھُمْ.

**اپنے سے چھوٹوں کو دوست رکھو، ان سے محبت و شفقت کا اظہار کرو اور ان پر مہربان رہو۔**

امام صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنی اولاد سے بہت زیادہ لگاؤ رکھتا ہے وہ خدا کی رحمت خاص کا حقدار ہو گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

**جو شخص اپنی اولاد کو چومتا ہے خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جو شخص اپنی اولاد کو خوش کرتا ہے خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جو شخص اپنی اولاد کو خوش کرتا ہے خداوند عالم قیامت میں اسے مسرور وشادماں کرے گا۔**

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

**جو شخص اپنی بیٹی کو خوش کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے جناب اسماعیل کی نسل میں سے غلام ہو جانے والے شخص کو آزاد کیا ہو اور جو شخص اپنے بیٹے کو خوش کرکے اس کی نگاہوں میں چمک پیدا کر دے وہ اس شخص کی مانند ہے جس کی آنکھیں خوفِ خدا سے روئی ہوں۔**

# اہم اور ضروری

اولاد کی پرورش اور تربیت میں ایک بہت بڑی ذمہ داری اور فریضہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد کے درمیان عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔ اگر ایک ماں باپ کے کئی بیٹے بیٹیاں ہیں تو ماں باپ کے لئے ضروری ہے کہ ان سبھوں کے ساتھ یکساں برتاؤ ہو، ان کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات و برابری سے کام لیا جائے ان میں سے

سبھی کو اپنی اولاد سمجھا جائے تا کہ ان میں سے کوئی احساس کمتری کا شکار نہ ہو۔ ایک شخص اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک لڑکے کو بوسہ لیا اور دوسرے کو نظر انداز کر دیا پیغمبر اکرم ﷺ نے اس کے اس غلط اور غیر منصفانہ رویّے کو دیکھ کر فرمایا: کیا تم اپنے بچوں کے ساتھ برابر کا سلوک نہیں کرتے اور آپ نے یہ بھی فرمایا:

اِعْدِلُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ کَمَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّعْدِلُوْا بَیْنَکُمْ

**تم اپنی اولاد کے ساتھ اسی طرح انصاف اور برابری کا سلوک کرو جس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ عدل و انصاف سے کام لے۔**

# بچوں کو نہ مارو

عہد جدید میں علمی اور تربیتی نقطۂ نظر سے بچوں کو مارنا پیٹنا انھیں ادب سکھانے کے لیئے جسمانی اذیت دینا غلط قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں اس موضوع پر ابتدا ہی سے کافی توجہ دی گئی ہے اور بچوں کو مارنے پیٹنے اور جسمانی اذیت دینے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ ان روایات سے قطع نظر جو بچوں کو جسمانی سزا کی ممانعت کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں گذشتہ صدیوں میں فقہانے اپنے رسالوں میں جو مسلمانوں کے لئے روز مرہ کا نظام العمل مرتب کیا ہے اس میں صریحی طور پر اس سلسلے میں فتاویٰ بھی دیئے ہیں۔ علامہ مجلسی اپنی تالیف بحارالانوار میں روایت کرتے

ہیں۔

قَالَ بَعْضُهُمْ شَكَوْتُ اِلٰى اَبِى الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِبْنًا لِىْ فَقَالَ لَا تَضْرِبْهُ وَ اهْجُرْهُ وَ لَا تُطِلْ.

**ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے امام ابی الحسن علیہ السلام کی خدمت میں اپنے بیٹے کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا: اسے مارنا نہیں بلکہ اس کی تادیب کے لئے غیض و غضب کا اظہار کر دیا کرو لیکن خبر دار تمہارا یہ قہر و غضب زیادہ طولانی نہ ہو اور اس سے فوراً صلح و آشتی کر لو۔**

# اولاد کے حقوق

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**اولاد اپنے باپ پر تین حقوق رکھتی ہے:**

**(۱) باپ اپنے بیٹے کے لئے بہترین نام انتخاب کرے۔**

**(۲) اسے لکھنا سکھائے۔**

**(۳) جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کے اسباب مہیا کرے۔**

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِسْتَحْسِنُوْا أَسْمَائَكُمْ فَإِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اپنے لئے بہترین نام چنو کیوں کہ قیامت کے دن نام ہی سے بلائے جاؤ گے۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا یَدْخُلُ الْفَقْرُ بَیْتًا فِیهِ اِسْمُ مُحَمَّدٍ أَوْ أَحْمَدَ أَوْ عَلِیٍّ أَوِ الْحَسَنِ أَوِ الْحُسَیْنِ أَوْ طَالِبٍ أَوْ جَعْفَرٍ أَوْ عَبْدِ اللهِ أَوْ فَاطِمَةَ مِنَ النِّسَآءِ.[۱]

اس گھر میں غربت و افلاس اور بدحالی نہیں آتی جس میں محمد، احمد، علی، حسن، حسین، طالب، جعفر، عبداللہ یا عورتوں میں سے فاطمہ کے نام ہوں۔

## کچھ اخلاقی قوانین و احکام

ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا:

اِیَّاكَ وَ الْجِمَاعُ حَیْثُ یُرَاكَ صَبِیٌّ بِاَنْ یَحْسَنَ اَنْ یَصِفَ حَالَكَ.

ایسی جگہوں پر ہم بستری سے پرہیز کرو جہاں تمہیں کوئی سمجھ دار بچہ دیکھتا ہو اور تمہارے عمل کو اس طرح سمجھے کہ وہ دوسروں سے

۱ انوار نعمانیہ

تمہارے حال کو بخوبی بیان کر سکتا ہو۔

صاحب "وسائل الشیعہ" پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**خدا کی قسم اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرے اور کمرے میں جاگتا ہوا بچہ ان دونوں کو اس حالت میں دیکھ لے اور ان کی بات چیت کو سن لے نیز ان کی سانسوں کی آواز اس کے کانوں تک پہنچے تو وہ بچہ زندگی میں کبھی کامیاب و کامران نہ ہو گا۔ وہ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا ایک نہ ایک دن زنا میں ضرور ملوث ہو گا۔**

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا بَلَغَتِ الْجَارِيَةُ سِتَّ سِنِيْنَ فَلَا يُقَبِّلُهَا الْغُلَامُ وَ الْغُلَامَ لَا تُقَبِّلُهُ الْمَرْأَةُ اِذَا جَاوَزَ سَبْعَ سِنِيْنَ۔[1]

**جب لڑکی چھ سال کی ہو جائے تو کوئی لڑکا اسے بوسہ نہ دے، اسی طرح عورتیں سات سال سے زیادہ ہو جانے والے بچے کو چومنے اور بوسہ دینے سے پرہیز کریں۔**

حضرت ابوالحسن علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی لڑکی چھ سال کی ہو جائے تو نامحرم مرد کو حق نہیں پہنچتا کہ اسے بوسہ دے اور اسے اپنی گود میں بھی

---

۱ مکارم الاخلاق

نہیں لے سکتا۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**دس سال کی عمر میں لڑکے کا بستر دوسرے لڑکے کے بستر سے اور لڑکی کا بستر دوسری لڑکی کے بستر سے جدا رہنا چاہیے۔**

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

**فَرِّقُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ فِیْ اَوْلَادِکُمْ فِی الْمَضَاجِعِ اِذَا بَلَغُوْا سَبْعَ سِنِیْنَ.**

**جب تمہاری اولاد سات سال کی ہوجائے تو ان کے بستر ایک دوسرے سے الگ کر دو۔ [۲]**

# اے پختہ عقیدہ رکھنے والی بی بیوں خدا اور قیامت کے واسطے اِن چند حدیثوں کو غور سے پڑھو

کتاب ”خاندانی واعظ“ میں کتاب شہاب الاخبار سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا اے بیٹی! جب کوئی عورت اپنا سنگھار کرتی ہے اور بہترین کپڑے زیب تن کر کے گھر سے باہر جاتی ہے تاکہ لوگ اس کی طرف

---

۱ وسائل الشیعہ: ج۵، ص۲۹

۲ بحار الانوار، ج۲۳، ص۱۱۴

متوجہ ہوں تو ساتوں آسمان اور زمینوں کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور وہ غیض و غضب خدا سے بہت قریب رہتی ہے یہاں تک کہ وہ جب مرتی ہے تو اسے آتش جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے۔

امام جعفر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَیُّمَا اِمْرَأَۃٌ تَطَیَّبَتْ لِغَیْرِ زَوْجِھَا لَمْ یُقْبِلُ مِنْھَا صَلَاۃً حَتّٰی تَغْسَلَ مِنْ طَیِّبِھَا کَغُسْلِھَا مِنْ جَنَابَتِھَا۔[۱]

جب کوئی عورت شوہر کے علاوہ غیر کے لئے اپنے آپ کو معطر کرتی ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اس خوشبو کو دھوئے اور وہ ویسے ہی ہے جیسے اس نے اپنے کو جنابت سے پاک کیا ہو۔

## شب معراج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھا؟

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب بحار الانوار کی اٹھارہویں جلد کے صفحہ ۳۵۱ پر حضرت عبدالعظیم حسنی سے روایت کرتے ہیں انھوں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے اور اُن حضرت علیہ السلام نے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کا بیان ہے کہ ایک دن میں اور فاطمہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرے ماں باپ آپ پر

۱ مکارم الاخلاق

قربان ہو جائیں آخر اس گریہ کا سبب کیا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اے علی! جس رات مجھے معراج پر لے جایا گیا میں نے اپنی امت کی کچھ عورتوں کو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا۔ میں انھیں کے لئے رو رہا ہوں۔

۱۔ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے بالوں کو پکڑ کر لٹکایا گیا ہے اور اس کا مغز جوش کھا رہا ہے۔

۲۔ ایک دوسری عورت کو دیکھا کہ وہ اپنے ہی بدن کا گوشت کھا رہی ہے اور اس کے نیچے آگ کے شعلے لپک رہے ہیں۔

۳۔ ایک ایسی عورت کو دیکھا کہ جس کے پستانوں کو باندھ کر لٹکایا گیا ہے۔

۴۔ ایک عورت کے پیر اس کے ہاتھوں سے بندھے ہوئے ہیں اور سانپ اور بچھّو اس پر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

۵۔ ایک ایسی عورت کو دیکھا جو گونگی، بہری اور اندھی تھی اور اسے آگ کے تابوت میں لٹایا گیا تھا۔ اس کا بھیجا پگھل پگھل کر اس کی ناک سے بہہ رہا تھا اور اس کا جسم کوڑھ اور جذام سے پارہ پارہ ہو رہا تھا۔

۶۔ ایک ایسی بھی عورت دیکھی جس کے پیر آگ کے تنور میں لٹکائے گئے ہیں۔

۷۔ ایک ایسی عورت نظر آئی جس کے بدن کا گوشت آگے اور پیچھے سے ایک آتشیں قینچی سے کاٹا جا رہا ہے۔

۸۔ ایک دوسری عورت پر نگاہ پڑی جس کے چہرے اور ہاتھوں کو جلایا جارہا ہے اور اپنی ہی اوجھڑی کھارہی ہے۔

۹۔ ایک ایسی عورت کو دیکھا جس کا سر سوّر کی طرح اور بدن گدھے کی طرح۔ اور ہزاروں قسم کے عذاب میں مبتلا ہے۔

۱۰۔ ایک ایسی عورت پر نظر پڑی جس کی شکل کتّے کی طرح تھی۔ آگ اس کے پاخانے کے مقام سے ڈال کر منہ کی طرف لگائی جارہی ہے اور فرشتے آتشیں لکڑیوں سے اس کے سر اور چہرے پر ماررہے ہیں۔

جناب فاطمہ علیہا السلام نے کہا:

باباجان، یہ فرمایئے کہ ان عورتوں کا عمل اور ان کا کردار کیسا تھا جس کی بناپر خدائے قہار نے انھیں اس قسم کے عذابوں میں مبتلا کیا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے گرامی مرتبت بیٹی! جس عورت کے بالوں کو باندھ کر لٹکایا گیا تھا وہ ایسی عورت ہے جو نامحرم مردوں سے اپنے بالوں کو نہیں چھپاتی تھی۔

جو عورت زبان سے لٹکائی گئی تھی وہ اپنے شوہر کو زبان سے اذیت پہونچاتی تھی۔

جس عورت کو پستان سے باندھ کر لٹکایا گیا تھا وہ، وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کو اس بات سے روکتی ہے کہ وہ اس سے ہم بستر ہو۔

جس عورت کو پیر باندھ کر لٹکایا گیا تھا وہ اپنے شوہر کی اجازت کے
بغیر گھر سے باہر جایا کرتی تھی۔

جو اپنے بدن کا گوشت کھا رہی تھی نامحرموں کے لئے بناؤ سنگار کیا
کرتی تھی۔

جس کے پیر اسکے ہاتھوں سے بندھے ہوئے تھے وہ اپنے کو پاک نہ
رکھتی تھی اپنے لباس کو طاہر نہ کرتی تھی، غسل حیض اور غسل
جنابت نہ کرتی تھی۔ اپنے بدن کو نجاستوں سے پاک نہ رکھتی تھی۔
نماز کو ہلکا سمجھا کرتی تھی۔

جو اندھی، گونگی اور بہری تھی وہ زنا سے بچے پیدا کر کے شوہر کی
گردن میں ڈال دیا کرتی تھی۔

جس کے بدن کا گوشت قینچی سے کاٹا جا رہا تھا وہ اپنے آپ کو مردوں
کے سامنے اس لئے پیش کیا کرتی تھی تا کہ مرد اس کی طرف
راغب ہوں۔

جس عورت کا چہرہ اور بدن جلایا جا رہا تھا اور اپنی ہی او جھڑی کھا رہی
تھی وہ نامحرم عورتوں اور مردوں کے ملنے کا واسطہ بنی تھی۔

جس کا سر سوّر جیسا اور بدن گدھے جیسا تھا وہ جھوٹی باتیں اور ہمیشہ
دوسروں کی بدگوئی کیا کرتی تھی۔

آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ عورتوں کا سماج ہمیشہ اپنے افکار اور اپنے

مقاصد کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنائے دین کے حدود سے قدم باہر نہ رکھے۔ بلکہ دین کی تعلیمات کی نشر واشاعت اور طبقۂ نسواں کو دیندار بنانے میں اپنی صلاحیت و قدرت کی حد تک کوشش کرتا رہے اور یہ اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ خدا پر ایمان اور دین پر عمل انسانی تربیت واصلاح کا سب سے زیادہ اور موئثر عامل ہے۔

یہ دین ہی ہے جو مادی کھر درے پن کو لطافت میں بدل دیتا ہے اور انسانی روح کو اس مادی اور محدود دنیا سے بھی زیادہ وسیع بنا دیتا ہے۔ مفاد پرستی خود غرضی کی درشتی و سختی کو فداکاری، جاں نثاری اور احسان سے ملا کر اسے اعتدال بخشتا ہے۔

یہ دین ہی کی برکت ہے جو ہر مرد کو اس بات کا درس دیتا ہے کہ:

جُلُوسُ الْمَرْءِ عِنْدَ عَيَالِهِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنَ الْاِعْتِكَافِ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا.

**آدمی کا اپنے بیوی بچوں کے پاس بیٹھنا اللہ کے نزدیک میری اس مسجد میں اعتکاف سے کہیں زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے اور اتنا ثواب رکھ کر شب کے وقت شوہر کی آوارہ گردی اور سیر سپاٹے پر پابندی عائد کر دیتا ہے۔**

یہ دین ہی ہے جس نے عورت کو اتنی بڑی قربانی اور فداکاری کے لئے اس قسم کی تعلیم دے کر وہ یہ کہتا ہے:

ثَلَاثَةٌ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ اِمْرَأَةٌ مَاتَ زَوْجُهَا وَ هِيَ تَرَبِّيْ يَتِيْمًا لَهٗ وَلَمْ

يَتَزَوَّجْ وَ مَنْ وَصَلَ الرَّحَمَ وَ مَنْ اَطْعَمَ الْمَسَاكِيْنَ وَ الْاُسَارٰی.

تین گروہ ایسے ہیں جو عرش الٰہی کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

۱۔ وہ عورت جس کا شوہر مر جائے اور اس کے یتیم بچے کی پرورش اور تربیت کرے اور دوسری شادی نہ کرے۔

۲۔ جو شخص صلۂ رحم کرتا ہو یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہو۔

۳۔ وہ شخص جو مسکینوں اور اسیروں کو کھانا کھلاتا ہو۔

اسی لئے دینی علوم سے غفلت نہ برتنی چاہیے بلکہ خود بھی ایمان دار بنے، اور سماج کے افراد کو مومن بنانے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ.

خادم العلم والدین

**محمد اسماعیل رجبی**

۱۴/ شوال ۱۴۰۲ھ

مطابق ۵/ اگست ۱۹۸۲ء

# اجتہاد و تقلید

## اجتہاد

ایک مرد مسلمان جو دین کی بنیادوں اور اصول کا معتقد ہونے کے بعد اپنی عقل اور تشخص و تمیز کی قوت و استعداد کی بنا پر نص قرآن مجید اور رسول اسلامؐ کے قول و عمل (کتاب و سنت) کی روشنی میں دین کے عملی احکام معلوم کرے اور اس پر عمل پیرا ہو۔ جو شخص آیات قرآنی کو بخوبی سمجھنے اور احادیث کے بارے میں تحقیق و تدقیق کرنے کے بعد اپنے دین فرائض کو سمجھے اور انفرادی، عائلی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں اسلام کے مقرر کردہ احکام و دستورات کو معلوم کر کے ایک مخصوص رائے اور نظریئے کا حامل ہو جائے اسے مجتہد کہتے ہیں۔

## شرائط اجتہاد

جیسا کہ خود لفظ اجتہاد و مجتہد سے مفہوم ذہن میں آتا ہے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو حکم خدا معلوم کرنے کے لئے قرآن کریم کے معانی و مطالب اور احادیث نبوی کے فہم و ادراک کے لئے شدید جدوجہد اور کدو کاوش کرے تا کہ اسی حکم پر خود

بھی کار بند ہو اور اسی کو فتویٰ کی شکل میں پیش کرے۔ ایک شخص مجتہد کے لئے استعداد و صلاحیت کے علاوہ درج ذیل معارف و علوم کی وافر معلومات و اطلاعات کا ہونا لازمی ہے۔

۱۔ کلام عرب کو صحیح طور پر سمجھ سکتا ہو اور اس کی باریکیوں اور نزاکتوں کا بھی علم رکھتا ہو۔ اس کے لئے لغت عرب، ادب، صرف، نحو، علم معانی و بیان (فصاحت و بلاغت) پر دسترس رکھتا ہو۔

۲۔ راویان احادیث کی اطمینان کی حد تک معرفت رکھتا ہو۔ جس کے لئے علم رجال کے بارے میں بھی اسے پوری اطلاع ہونی چاہیے۔

۳۔ حدیثوں کے مختلف درجات و طبقات ان کی درجہ بندی اور صحیح اور غیر صحیح کے معیار سے بھی واقفیت رکھتا ہو جس کے لئے علم و روایت کا بھی عالم ہو ناچاہیے۔

۴۔ فقہ کے اصول و قواعد سے بھی واقفیت لازمی ہے تاکہ ہر فرعی مسئلہ کو کسی بھی تسلیم شدہ اصل پر منطبق کر سکے جس کے لئے اصول فقہ کا بھی عالم ہو۔

۵۔ تفسیر اور تفہیم قرآن کریم کے بارے میں کافی اور شافی اطلاع رکھنا ضروری ہے تاکہ کسی بھی مسلئے میں اس سے متعلق آیات میں ارتباط و تطبیق کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس کے لئے علم تفسیر کا بھی علم ضروری ہے۔

۶۔ ریاضیات (خصوصاً حساب اور ہئیت) تاریخ، جغرافیہ میں سے عمومی باتوں کا علم رکھتا ہو اور دیگر علم کا کم از کم اتنا علم ہو جن کی روز مرّہ کی عملی اور اجتماعی

زندگی میں حاجت رہتی ہے۔ تاکہ قبلہ شناسی، میراث کی تقسیم اور اقتصادی و طبیّ جیسے مسائل کے بارے میں ان سے فائدہ اٹھاسکے۔

ان شرائط کے علاوہ اچھی سوجھ کا مالک اور فہیم وزیرک بھی ہو، تاکہ اپنے فرائض دینی کو مقررہ مآخذ و مدارک کو معلوم کرکے اور دوسروں سے بھی ان فرائض کو بیان کرے۔

## تقلید

جو شخص اپنے دینی فرائض کو سمجھنے میں خود اجتہاد کی استعداد نہ رکھتا ہو، اس کے لئے ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے دینی فرائض سے واقفیت حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے ایسے شخص مجتہد کو منتخب کرے جس پر اسے اعتماد ہو اور اس سے اپنے دینی فرائض اور تکالیف شرعیّہ کو دریافت کرے۔ اس کا یہی عمل تقلید کہا جائے گا۔

کسی مجتہد کے مسائل پر عمل بعینہ ویسے ہی ہے جیسے اپنی ذمّہ داری اس مجتہد کی گردن میں ڈال دی ہو اور اسے اس بات کے لئے ماہر پاکر اس کی ذمّہ داری پر اپنے دینی فرائض کو انجام دے کیوں کہ تقلید کے اصلی معنیٰ ذمّہ داری کے رشتہ کو کسی دوسرے کی گردن میں ڈالنا اور اسے راہبر وراہنما تسلیم کرنا۔ کیوں کہ عقل انسان کو اس امر کا حکم دیتی ہے کہ کسی کام کے بارے میں ایسے شخص کی طرف رجوع کرے جو اِس کام میں ماہر ہے۔ مثلاً: آپریشن کے سلسلہ میں کسی معمار تاجر سے رجوع نہ کیا

جائے گا۔ بعینہ یہی بات دینی واجبات و فرائض کی انجام دہی میں ہو گی کہ خود واجبات و فرائض سے لاعلم ہو تو ضروری ہے کہ ایسے شخص کی طرف رجوع کرے جو علم و دانش، تقویٰ و پرہیز گاری اور بصیرت میں اعتماد کے لائق ہو۔ جس طرح کوئی شخص جب کسی معتمد اور باوثوق ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنے کے بعد اس کے نسخہ میں تصرف و تغیّر کا قطعاً کوئی حق نہیں رکھتا اور اس پر واجب ہے کہ ڈاکٹر کے حکم پر عمل کرے۔ یہی بات مسئلہ تقلید پر بھی صادق آتی ہے۔ مقلّد کا فرض ہے کہ وہ مجتہد کے حکم پر عمل کرے نہ یہ کہ ہمارے دور کے بعض جاہل افراد چاہتے ہیں کہ وہ خود مجتہد کے فرائض کو معین و مشخص کرے۔ اس مقام پر ہم مرجع اعلی آیت اللہ العظمی آقائی السیدّ ابو القاسم الخوئی مدظلہ العالی کی کتاب ''توضیح المسائل'' سے تقلید کے سلسلے میں چند مسلے نقل کرتے ہیں۔

**مسئلہ ۱:** تقلید سے مراد یہ ہے کہ مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کیا جائے لیکن جس مجتہد کی تقلید کی جائے وہ مرد، بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو۔

**عادل:** وہ شخص ہے جو تمام ان اعمال کو بجالائے جو اس پر واجب ہیں اور وہ ان تمام چیزوں سے پرہیز کرے جو اس کے لئے حرام ہیں۔

عدالت کی پہچان یہ ہے کہ جب اہل محلّہ یا پڑوسیوں یا اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں سے اس کے متعلق دریافت کیا جائے تو وہ اس کی خوبی بیان کریں۔ وہ مسائل کہ جن سے عام طور پر واسطہ پڑتا ہے۔ اگرچہ ان کے متعلق مجملاً یہ معلوم ہو

اکہ ان میں مجتہدین کے فتوے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں اَعْلَم یعنی ایسے مجتہد کی تقلید ضروری ہے جو احکام الٰہی کو اپنے زمانے کے دوسرے مجتہدوں سے بہتر طور پر سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

**مسئلہ ۲:** مجتہد اور عالم کی شناخت ان تین طریقوں سے ہوتی ہے:

۱۔ یہ کہ خود ذاتی طور پر اس بات کا یقین ہو کہ یہ مجتہد دوسروں سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ انسان خود بڑی حد تک عالم ہو۔

۲۔ یہ کہ دو عالم و عادل جن میں مجتہد اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت ہو۔ کسی کے مجتہد یا عالم ہونے کی تصدیق کریں بشرط یہ کہ ایسے ہی دو عالم و عادل ان کی تردید نہ کرتے ہوں۔ اور بظاہر کسی کا مجتہد اَعلَم ہونا ایک قابلِ اعتماد شخص کے قول سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہ کہ متعدد علماء جو مجتہد و اَعلَم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں اور ان کی تصدیق کریں اور ان کی تصدیق سے دل مطمئن ہو جائے۔

**مسئلہ ۳:** کسی مجتہد کا فتویٰ حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں:

۱۔ خود مجتہد سے (اس کا فتویٰ) سننا۔

۲۔ دو عادل شخصوں سے سننا جو مجتہد کا فتویٰ بیان کریں۔

۳۔ ایسے شخص سے سننا جس کی بات پر اطمینان ہو۔

۴۔ اس مجتہد کے مسائل کی کتاب میں اس کا فتویٰ دیکھنا جب کہ اس کتاب کی

صحت کا یقین ہو۔

**مسئلہ ۴:** جب تک یہ یقین نہ ہو کہ مجتہد نے اپنا فتویٰ بدل دیا ہے اس فتویٰ پر عمل کرتا رہے جو اس کی کتاب میں درج ہے۔ اور اگر فتویٰ بدل جانے کا احتمال ہو تب بھی چھان بین کرنا ضروری نہیں۔

**مسئلہ ۵:** کوئی شخص جس مجتہد کی تقلید کرتا تھا اگر وہ مر جائے تو اس کے جو فتوے مقلد کی نظر میں ہیں اور وہ انھیں بھولا نہیں ہے۔ ان مسائل میں مجتہد مردہ کی تقلید پر برقرار رہ سکتا ہے۔ لیکن اگر مردہ مجتہد کا فتویٰ معلوم نہ ہو یا بھول گیا ہو تو زندہ مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

**مسئلہ ۶:** اگر کسی مسئلہ میں کسی مجتہد کا فتویٰ یاد ہو اور اس کے مرنے کے بعد اسی مسئلے میں زندہ مجتہد کی تقلید کرلے تو اب دوبارہ مجتہد مردہ کے فتوے پر عمل کرنا درست نہیں۔

**مسئلہ ۷:** ایسے مسائل جن کی اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے، اُن کو یاد کرلینا واجب ہے۔

**مسئلہ ۸:** اگر کوئی شخص ایک مدت تک بغیر تقلید کے اعمال بجالاتا رہے، پھر کسی مجتہد کی تقلید کرلے۔ ایسی صورت میں اگر یہ مجتہد اس کے (پہلے کے) اعمال درست ہونے کا حکم لگائے تو وہ اعمال صحیح ہوں گے ورنہ باطل ہوں گے۔

(تمام شد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران وخواہران ایمانی

سلام علیکم

یہ دور جہاں علم و نور کا دور ہے وہاں دین و مذہب کا بھی دور ہے جس تیزی سے اس وقت لوگ خاص کر جوان اور نوجوان مذہب کی طرف آرہے ہیں اور مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اس سے پہلے یہ احساسات نہیں ملتے۔

دوسری طرف اس دنیا نے انسان کو اتنا زیادہ مصروف کر دیا ہے اور وقت کو اتنا مختصر کر دیا ہے کہ مذہبی تعلیمات کا متلاشی بڑی بڑی کتابیں نہیں پڑھ سکتا۔

اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ''الزہراء پبلشنگ کمپنی'' نے یہ طے کیا ہے کہ عصر حاضر کے اہم موضوعات پر اسلامی تعلیمات مختصر مگر جامع صورت میں اور مناسب قیمت میں شائع کی جائیں۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید کہ یہ مختصر کتاب اپنے موضوع میں گرانقدر معلومات پیش کرے گی۔

اگر آپ الزہراء پبلشنگ کمپنی کی دوسری مطبوعات سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ فارم بھر کر ہمارے پاس روانہ کر دیں تاکہ آئندہ مطبوعات کے بارے میں آپ کو اطلاع دی جاسکے۔

امید ہے کہ اپنے نیک مشوروں سے ہمیں محروم نہیں رکھیں گے۔ (والسّلام)

**الزہراء پبلشنگ کمپنی، پوسٹ بکس ۳۴۷۱، بمبئی نمبر ۳**

نام.............................................. عمر..................

تعلیم...............................زبان: ☐اردو ☐ہندی ☐انگریزی☐ گجراتی

پتہ................................................................

..................................................................

........................................ پن کوڈ..............................................

موبائیل نمبر: ......................... فون نمبر:............................................

ای میل:............................................................

**Mailing Address:**

**To,**
**Az-Zahra,**
**P.O. Box 3471, Mumbai – 400 003.**
**Email: info@azzahra.in**
**Website: www.azzahra.in**